عید میلاد النبی ﷺ

کے نام پر

جلسے، جلوس!

ترتیب

عطاء الرحمٰن قاسمی

امام مسجد قطب شیر

مفتی دارالافتاء محکمۂ قضاء محلہ قاضی سہارنپور

تصدیق

حضرت مولانا مفتی مجدالقدوس خبیب رومی صاحب عمت فیوضہم

مفتی اعظم مدرسہ عربی مظاہر علوم سہارنپور

ناشر

مجمع الفقہ الحنفی دارالافتاء محلہ مفتی سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ. امابعد

۱۲/ربیع الاول کو بعض حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن عید میلاد النبیؐ مناتے ہیں اور جلوس نکالنے کا بھی اہتمام کرتے ہیں اس سلسلہ میں چند باتیں عرض ہیں۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ایک اعلیٰ ترین عبادت بلکہ روح ایمان ہے آپ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ سرمۂ چشم بصیرت ہے۔ آپ کی ایک ایک ادا، ایک ایک حرکت وسکون امت کیلئے اسوۂ حسنہ اور اکسیر ہدایت ہے اس کا سیکھنا، سکھانا اس کا مذاکرہ کرنا امت کے لئے باعث برکت وسبب رحمت ہے۔ یہ اس امت کی سعادت ہے کہ ان کے پاس ان کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا پورا ریکارڈ اور مکمل تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بیان کرنے کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ آپ کی سیرت طیبہ کے ایک ایک نقشے کو اپنی زندگی کے ظاہر و باطن پر اس طرح آویزاں اور چسپاں کیا جائے کہ آپ کے ہر امتی کی صورت وسیرت، چال ڈھال، رفتار و گفتار، اخلاق و کردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مرقع بن جائے اور آپ کی زندگی کے ہر نقش قدم پر مر مٹنے کی کوشش کی جائے اور دیکھنے والے کو نظر آئے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین امتی اور غلام ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جہاں بھی موقع ملے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر سے مجلس، محفل کو معمور و معطر کیا جائے۔ سلف صالحین صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین ان دونوں طریقوں پر عامل تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کو اپنے عمل سے زندہ کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس قدر زیادہ متبع سنت تھے کہ جب حج کیلئے تشریف لے جاتے تو جہاں اللہ کے رسول نے قیام کیا تھا وہاں قیام کرتے، جس درخت کے نیچے اللہ کے رسول نے آرام فرمایا تھا اسی درخت کے نیچے آرام کرتے اور جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طبعی ضرورت کے لئے بیٹھے تھے خواہ تقاضا نہ ہوتا تب بھی وہاں بیٹھتے اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اس کی نقل اتارتے۔ یہی عاشقان رسول تھے جن کے دم قدم سے حضور کی سیرت طیبہ جیتی جاگتی زندگی میں جلوہ گر ہوئی۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام بہت سے ایسے ممالک میں پہنچے جہاں کی زبان تک نہیں جانتے تھے مگر وہاں کے لوگ صحابہ وتابعین کی شکل وصورت، اخلاق

وکرداراور اعمال ومعاملات کودیکھ کرعلاقوں کے علاقے اسلام کے حلقہ بگوش اور جمال محمدی کے غلام بن گئے یہ سیرت نبوی کی کشش تھی جس کا پیغام ہر مسلمان اپنے عمل سے دیتا تھا۔

(۳) سلف صالحین نے کبھی سیرت النبی کے جلسے نہیں کیے کبھی جلوس محمدی نہیں نکالا نہ میلاد کی محفلیں سجائیں اسلئے کہ ان کی پوری زندگی سیرت النبی کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی ان کو نام کے جلوس اور جلوسوں کی ضرورت ہی نہ تھی لیکن جیسے جیسے زمانہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور سے دوری ہوتی گئی تو عمل کے بجائے قول کا اور کردار کے بجائے گفتار کا سکہ چلنے لگا۔ چنانچہ آج کچھ لوگ ایسے ہیں جو سال میں ایک دو بار سیرت النبی کے نعرے لگا کر اور جلوس نکال کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان کے ذمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حق تھا وہ انہوں نے پورا کردیا اور اب ان کے لئے شفاعت واجب ہو چکی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے لیکر چھ سو سال تک ہمارے بزرگوں نے کبھی سیرت النبی کے نام سے کوئی جلسہ یا میلاد کے نام سے کوئی محفل نہیں سجائی، محفل میلاد یا اس طرح کے رسمی جلوس اور جلسوں کی بدعت کا آغاز سب سے پہلے ۶۰۴ھ میں ابوسعید مظفرالدین نے کیا۔

(۴) اسلام سے پہلے قوموں میں اپنے بزرگوں کی برسی اور سالگرہ منانے کا معمول تھا عیسائیوں میں حضرت عیسیٰؑ کے یوم ولادت پر خوشی منائی جاتی تھی۔ مگر اسلام نے اس رسم کو ختم کردیا اس میں دو حکمتیں ہیں ایک یہ کہ سالگرہ کے موقع پر جو کچھ کیا جاتا ہے وہ اسلام کی دعوت اور اس کی روح ومزاج سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا اسلام صرف ظاہری سج دھج، نمود ونمائش اور نعرہ بازی کا مذہب نہیں وہ شور شغب سے ہٹ کر اپنی دعوت کا آغاز دلوں کی تبدیلی سے کرتا ہے اور عقائد حقہ، اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی تربیت سے انسان سازی کا کام کرتا ہے اس کی نظر میں یہ ظاہری مظاہرے ایک کوڑی کے برابر بھی اہمیت نہیں رکھتے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ اسلام دوسرے مذہبوں کی طرح کسی خاص موسم کا مذہب نہیں ہے بلکہ وہ تو شجر سدا بہار کی طرح ہے جس کا پھل اور سایہ ہمیشہ قائم دائم رہتا ہے۔

دوسری قوموں کے پاس تو دو چار ہستیاں ہوں گی جن کی سالگرہ منا کر وہ فارغ ہو جاتی ہیں۔ الحمد اللہ اسلام کے دامن میں ہزاروں، لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں ایسی قد آور ہستیاں موجود ہیں جو ایک سے بڑھ کر ایک ہیں جن عظمت کے سامنے آسمان کی بلندیاں بھی ہیچ ہیں۔ اگر اسلام شخصیتوں کی سالگرہ منانے کا دروازہ کھول

دیتا تو اس امت کو سال کے تین سو پچپن دنوں میں اس کے علاوہ کسی اور کام کی ایک لمحہ کیلئے بھی فرصت نہ ملتی! چونکہ یہ چیز اسلام کی دعوت اور اس کے مزاج کے خلاف تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ وتابعین کے بعد چھ سو سال تک یہ چیز رائج نہ ہوسکی اور جس وقت سے یہ رائج ہوئی اس وقت سے لیکر آج تک علماء امتؒ نے اسے رسم اور بدعت وضلالت کا طریقہ قرار دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقہ اپنایا وہ سنت کہلاتا ہے خلفائے راشدین کی سنت بھی سنت نبوی کا حکم رکھتی ہے قرآن کریم نے صحابہ کی جماعت کو ''مومنین'' اور ''خیر امت'' کا خطاب دے کر ان کے راستے پر چلنے کا حکم دیا ہے اور جو شخص ان کے راستے سے ہٹ جائے اسے گمراہ قرار دیا ہے۔ بہت سی آیات کریمہ میں صحابہ کرام کو رحمت ورضوان کے مژدے سنائے ہیں اسلئے حضرات صحابہ کرامؓ کی سنت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کا آئینہ ہے اسلئے جو کام صحابہ کرام نے بالاتفاق کیا ہو یا جس کام کو بالاتفاق چھوڑ دیا ہو، وہ قطعی ہے اس سے انحراف کسی کیلئے جائز نہیں۔ کسی چیز پر صحابہ کا تعامل اس کے سنت ہونے کی دلیل ہے۔

سنت کی اس تشریح سے بدعت کی حقیقت خود بخود معلوم ہو جاتی ہے یعنی جو چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں معمول ومروج نہ رہی ہو اسے دین کی بات سمجھ کر کرنا بدعت کہلاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعت کی جتنی مذمت فرمائی ہے شاید کفر وشرک کے بعد کسی اور چیز کی اتنی برائی نہیں بیان فرمائی۔ بدعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردود وملعون اور ضلالت وگمراہی فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ بدعتی کا کوئی فرض ونفل اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد دی۔ ان احادیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بدعتی آدمی شریعت کی نظر میں کس قدر ذلیل اور برا آدمی ہے۔ جو کام صحابہ کرامؓ وتابعین عظامؒ نے نہیں کیا آج جو شخص اس کو عبادت اور دین بتلاتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر حملہ کرتا ہے۔ ایسے شخص کے مردود ہونے میں کیا شبہ ہے۔ اسلئے کہ دین اسلام کی تکمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہو چکی اور وہ تمام باتیں جن سے حق تعالیٰ شانہ کا قرب ورضا حاصل ہوسکتی تھی ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا۔ لہٰذا اب جو شخص دین کے نام پر کوئی نئی بدعت ایجاد کر کے لوگوں کو اس کی دعوت دیتا ہے تو وہ گویا کہ یہ دعوی کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین نعوذ باللہ ناقص اور ادھورا ہے۔

بدعت کی نحوستوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بدعت کے علاوہ آدمی جو گناہ بھی کرتا ہے اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ میں ایک غلط کام کر رہا ہوں وہ اس گناہ پر شرمندہ ہوتا ہے اور اس سے توبہ کرسکتا ہے مگر بدعت ایسا منحوس گناہ ہے کہ کرنے والا اس کو ایک اچھائی یا نیکی سمجھ کر کرتا ہے اور شیطان اس گناہ کو اس کی نظر میں ایسا خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے کہ اسے اپنی غلط روی کا احساس تک نہیں ہوتا اور وہ توبہ سے محروم ہوجاتا ہے۔

بدعت میں مبتلا ہونے کے بعد قلب کی نورانیت وصلاحیت ختم ہوجاتی ہے آدمی حق وباطل کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔

بدعتی کی مثال اس شخص کی سی ہے جس سے کسی جعل ساز ودھوکہ باز نے روپے بڑھانے کا جھانسہ دیکر اصل نوٹ چھین لئے ہوں اور نقلی نوٹوں کی گڈی اس کے ہاتھوں میں تھمادی ہو اور یہ احمق خوش ہو کہ کم کے بدلے بہت زیادہ مل گئے۔ مگر اس کی خوشی اسی وقت تک رہے گی جب تک وہ انہیں لیکر خریداری کے لئے بازار نہ چلا جائے بازار جاتے ہی اس کو حقیقت معلوم ہوجائے گی اور جعلی کرنسی رکھنے کے الزام میں اس کو گرفتار بھی کرلیا جائے گا اسی طرح آخرت کے بازار میں صرف اور صرف سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا سکہ چلے گا اور جن لوگوں نے بدعتوں کی جعلی کرنسیوں کے انبار لگا رکھے ہیں وہاں ان کی کوئی قیمت نہ ہوگی بلکہ سکہ محمدی کے مقابلہ میں جعلی کرنسی بنانے، رکھنے کے الزام میں جہنم کی بیڑیوں میں جکڑ لئے جائیں گے۔ حدیث نبوی میں ارشاد ہے میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود رہوں گا میرے امتی میرے پاس آئیں گے اور اس کا پانی پیئیں گے، جو ایک بار اس کا پانی پی لے گا، پھر اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی، کچھ لوگ وہاں میرے پاس آئیں گے اور پانی پینا چاہیں گے، مگر ان کے اور میرے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی جائے گی، میں کہوں گا کہ یہ تو میرے امتی ہیں فرشتے جواب میں عرض کریں گے کہ آپ نہیں جانتے! انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں پیدا کیں۔ یہ جواب سن کر میں کہوں گا ایسے لوگوں کا دور ہی رہنا اچھا ہے، جنہوں نے میرے بعد میرا طریقہ بدل ڈالا۔ چنانچہ فرشتے بدعتیوں کو دور، دور، کہہ کر حوضِ کوثر سے بھگا دیں۔

بدعت کا بنیادی سبب جہالت ہے، بدعت میں ایک ظاہری اور نمائشی حسن ہوتا ہے اور آدمی اس کی ظاہری شکل وصورت کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہوجاتا ہے اس کے باطن میں جو قباحتیں اور خرابیاں چھپی ہوئی ہوتی ہیں ان پر اس کی نظر نہیں جاتی اور شیطان یہ خیال دل میں ڈال دیتا ہے کہ یہ تو بڑی اچھی چیز ہے شریعت میں اس کی ممانعت کیسے ہوسکتی ہے؟

بدعت کے رواج کا دوسرا سبب شیطان کی فریب کاری ہے شیطان مردود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین، آپ کی سنت اور آپ کے مبارک طریقوں سے سب سے زیادہ دشمنی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ انسان کے جنت میں جانے کا بس یہی ایک راستہ اتباع سنت ہے وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ کہ بڑی محنت وجانفشانی سے لوگوں کو بہکا بہکا کر وہ ان سے گناہ کرواتا ہے اور وہ ایک بار اللہ کے دربار میں حاضر ہو کر سچی توبہ کر لیتے ہیں تو اس کے سارے کئے کرائے پر پانی پھر جاتا ہے۔ انسانوں کی توبہ واستغفار نے شیطان کی کمر توڑ رکھی ہے۔ بڑے بڑے گناہ کرانے کے بعد بھی شیطان کو انسانوں سے توبہ کا خطرہ لگا رہتا ہے اس لئے شیطان نے انسانیت کو گمراہ کرنے کیلئے بدعتوں کا ایسا راستہ وطریقہ ایجاد کیا جن سے انہیں کبھی توبہ کی توفیق ہی نہ ہو۔

بدعت کے ایجاد کا تیسرا سبب غیر قوموں کی تقلید ہے، جب مختلف تہذیبوں کے لوگ آپس میں ساتھ رہتے ہیں تو جو قومیں اپنی تہذیبی خصوصیتوں کی حفاظت کا اہتمام نہیں کرتیں وہ اپنے بہت سے امتیازی اوصاف کھو بیٹھتی ہیں خاص طور پر وہ قومیں جو مفتوح ومغلوب ہوں۔ مسلمان جب تک غالب تھے اس وقت تک وہ دوسری تہذیبوں پر اثر انداز ہوتے رہے لیکن جب ان کا ایمانی جذبہ سرد پڑ گیا تو دوسری تہذیبوں سے متاثر ہونے لگے۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کا انگریزی تہذیب سے متاثر ہونا اس کی شہادت ہے اس کا نتیجہ بعض مرتبہ یہ ہوا کہ دوسری قوموں کے رسوم ورواج کو دینی حیثیت دیدی گئی۔ اور اس کے اچھا ہونے کے ثبوت پیش کئے جانے لگے۔

حضرات صحابہ کرامؓ ان باتوں سے بچنے کا بڑا اہتمام فرمایا کرتے تھے جو سنت سے ثابت نہیں ہوتی تھیں۔

(۱) حضرت ابو مالک اشجعیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد طارقؓ سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے کیا وہ حضرات فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے؟ آپ نے فرمایا نہیں اور فرمایا بیٹا فجر میں قنوت پڑھنا بدعت ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے سامنے ایک شخص کو چھینک آئی اس نے کہا الحمدللہ والسلام علی رسول اللہ، اس پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح تعلیم نہیں فرمائی، (صرف الحمدللہ کہنا چاہئے)

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو دیکھا کہ مسجد میں جمع ہو کر چاشت کی نماز پڑھ رہے ہیں تو اس کو سخت ناپسند فرمایا اور اس طریقہ کو بدعت قرار دیا اور فرمایا کہ اگر تمہیں

چاشت کی نماز پڑھنا ہی ہے تو اپنے گھروں میں پڑھو۔

(۴) کچھ لوگ نماز فجر کے بعد جمع ہو کر خاص طریقہ سے سو مرتبہ سبحان اللہ، سو مرتبہ لا الہ الا اللہ، سو مرتبہ اللہ اکبر، پڑھتے تھے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اس کی خبر دی تو حضرت ابن مسعودؓ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور جا کر ان لوگوں کو سمجھایا اور بتلایا کہ گمراہی کے راستہ سے اور دین میں نئے طریقہ ایجاد کرنے سے بچو۔ اسی طرح کا ایک واقعہ مجالس الابرار میں نماز مغرب کے بعد کا لکھا ہے۔ تسبیحات کا پڑھنا اگرچہ ثواب ہے مگر اس کا طریقہ اور اس کے التزام موافق سنت نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے اس کے بدعت و گمراہی ہونے کا فتویٰ دیا۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک شخص کو دعا میں سینے سے اوپر تک ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھ کر اس کے بدعت ہونے کا فتویٰ دیا۔

(۶) حضرت علیؓ نے عید کے دن عیدگاہ میں نماز عید سے پہلے ایک شخص کو نفل نماز پڑھنے سے روک دیا۔ اس شخص نے کہا امیر المؤمنین کیا حق تعالیٰ نماز پڑھنے پر مجھ سے باز پرس فرمائیں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے باز پرس فرمائیں گے۔

(۷) ایک مرتبہ موذن نے فجر کی اذان کے بعد لوگوں کو بلند آواز سے پکارا تو حضرت عمرؓ نے اس کو نہایت سختی سے روک دیا اور فرمایا کہ تو نے جو اذان میں حی علی الصلوٰۃ کہا ہے کیا وہ کافی نہیں؟

(۸) حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ عشاء کی اذان کے بعد موذن کو نماز کیلئے بلاتے ہوئے دیکھا تو ناراض ہو کر فرمایا کہ اس بدعتی کو مسجد سے نکال دو۔

(۹) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اذان ظہر کے بعد ایک موذن کو نماز کیلئے بلاتے ہوئے دیکھا تو بہت ناراض ہوئے اور اپنے شاگرد حضرت مجاہدؒ سے فرمایا کہ اس بدعتی کے پاس سے ہمیں لے چلو پھر آپ مسجد چھوڑ کر چلے گئے اور وہاں نماز نہیں پڑھی۔

(۱۰) حضرت امام مالکؒ نے ایک موذن کو صبح صادق کے وقت نماز کے لئے آواز دیتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس کو بلایا اور ایسا کرنے سے منع کیا تو موذن رک گیا پھر کچھ دنوں کے بعد اس نے منارہ پر چڑھ کر کھنکھارنا شرع کر دیا امام مالکؒ نے اس کو پھر ٹوکا اور منع کیا پھر کچھ مدت تک وہ اس عمل سے رکا رہا اسے

کے بعد اس نے لوگوں کے دروازوں کو کھٹکھٹانا شروع کر دیا تو حضرت نے اس کو سختی سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ چیز بدعت ہے۔

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر روز پکارتا ہے کہ جو کوئی سنت کے خلاف کرے گا اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل نہ ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے کہ خدا تعالیٰ بدعتی آدمی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز، نہ صدقہ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ کوئی فرض عبادت، نہ نفلی عبادت۔ بدعتی آدمی اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال۔

جب کوئی قوم بدعت پر عمل کرنے کی عادی ہو جاتی ہے تو پھر بدعت اس قوم میں اس طرح رچ بس جاتی ہے کہ ان کے ہر عمل میں بدعت کی آمیزش ہو جاتی ہے۔

سب سے بہتر نصیحت کی بات یہی ہے کہ دین کی مکمل تابعداری اختیار کریں اور سنتوں پر عمل کریں اور بدعتوں سے پرہیز کریں اگر چہ بدعت صبح کی سفیدی کی طرح بظاہر روشن ہو، اس لئے کہ بدعت کو رواج دینا ، دین کے اعتبار سے بربادی کا سبب ہے، بدعت پر عمل کرنے سے ظلمت میں زیادتی ہوتی ہے نیک اعمال کا نور کم ہوتا ہے، اور سنت پر عمل کرنے سے نور ایمانی میں اضافہ ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری سنت کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ چار طریقہ سے اس کا اعزاز فرمائیں گے۔

(۱) نیک لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا فرمائیں گے۔ (۲) فاجر اور بدکار لوگوں کے دلوں میں اس کا رعب ڈال دیں گے۔ (۳) رزق میں کشادگی فرمائیں گے۔ (۴) دین میں پختگی نصیب فرمائیں گے۔

حق تعالیٰ پوری امت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور تعامل صحابہ پر عمل کرنے کی اور بدعتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔ (ملخصاً از فتاویٰ رحیمیہ جلد ششم) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

عطاء الرحمٰن عفا اللہ عنہ

دار الافتاء محکمۂ قضا محلہ قاضی سہارنپور

۲۷ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ

9997 - 178 - 786